Globethics Repository

Globethics

Aqsam Bid'at 3 (The division of religious innovation part 3)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

Item Type	Book
Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-09-12 06:24:50
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/184956

فصل دوم

بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیّئہ کی اَقسام

www.MinhajBooks.com

بدعت کی حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کی بنیاد بعد کے ائمہ و محدِّثین اور علماء و فقہاء اسلام نے ہرگز نہیں رکھی بلکہ اُنہوں نے ارشادِ نبوی ﷺ اور سنّتِ خلفائے راشدین کی ہی تشریح و توضیح کی ہے اور اسے خاص علمی نظم کے ساتھ بیان کر دیا ہے، لہٰذا **امام نوویؒ** (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ بنیادی طور پر بدعت کی دو اقسام ہیں:

البدعة فی الشرع هی إحداث ما لم يکن فی عهد رسول اﷲ ﷺ وهی منقسمة إلی حسنة و قبيحة.(۱)

''شریعت میں بدعت سے مراد وہ نئے اُمور ہیں جو حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں نہ تھے، اور یہ بدعت ''حسنہ'' اور ''قبیحہ'' میں تقسیم ہوتی ہے۔''

اسی طرح **اِمام ابن اثیر جزریؒ** (۶۰۶ھ) بھی بدعت کی بنیادی طور پر دو اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

البدعة بدعتان: بدعة هدی و بدعة ضلال۔(۲)

''بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔''

لفظِ ''بدعتِ حسنہ'' خود ہی اس طرف اِشارہ کر رہا ہے کہ ہر نیا کام ناجائز اور

---

(۱) ۱۔ نووی، تهذيب الأسماء واللغات، ۳: ۲۲
۲۔ نووی، شرح صحيح مسلم، ۱: ۲۸۶
۳۔ سيوطی، حسن المقصد فی عمل المولد: ۵۱
۴۔ صالحی، سبل الهدی والرشاد، ۱: ۳۷۰

(۲) ابن أثير جزری، النهاية فی غريب الحديث والأثر، ۱: ۱۰۶

حرام نہیں ہوتا بلکہ ہر ایسا نیا کام جس کی کوئی اصل، مثال یا نظیر کتاب و سنت میں موجود ہو یا شریعت کے ساتھ اس کی کوئی مطابقت ہو مزید برآں وہ مبنی بر خیر اور مبنی بر مصلحت ہو اور اصلاً حسنات و خیرات اور صالحات کے زمرے میں آتا ہو تو وہ ''بدعتِ حسنہ'' ہو گا اس کے برعکس اگر وہ بدعت دینِ اسلام سے متضاد ہو، قواعدِ دین، احکامِ سنت اور دین کی مصلحتوں کے خلاف ہو، کتاب و سنت کے کسی حکم کو منسوخ کر کے فتنہ پیدا کر رہی ہو تو وہ ''بدعتِ سیئہ'' ہو گی لہٰذا فرمانِ نبوی ﷺ - **کُلُّ بِدعَةٍ ضَلَالَةٌ** - خود بخود ''**کُلُّ بِدْعَةٍ سَيِّئَةٍ ضَلَالَةٌ**'' پر محمول ہو گا تاکہ بدعتِ حسنہ اس سے مستثنیٰ ہو سکے۔

کوئی معترض یہاں پر یہ اعتراض وارد کر سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے تو ''**کُلُّ بِدعَةٍ ضَلَالَةٌ**'' یعنی ہر بدعت کو ضلالت فرمایا ہے۔ پھر بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تقسیم کہاں سے نکل آئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقسیم نئی نہیں بلکہ شروع سے لے کر آج تک تمام اکابر ائمہ و محدّثین نے حدیثِ نبوی کی روشنی میں بدعت کی یہ تقسیم بیان کی ہے۔ تفصیلات کے لئے راقم کی کتاب **''بدعت: ائمہ و محدثین کی نظر میں''** ملاحظہ فرمائیں۔ اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جہاں سے بدعتِ لغوی اور بدعتِ شرعی کی تقسیم ماخوذ ہے وہیں سے بدعتِ حسنہ اور سیئہ نکلی ہیں۔ مثلاً حدیث ''**نعم البدعة هذه**'' میں باجماعت نمازِ تراویح کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ یہ بدعتِ حسنہ نہیں بلکہ بدعتِ لغوی ہے، پس جس حدیث سے بدعتِ لغوی اور بدعتِ شرعی نکلی ہے اسی سے بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی اِصطلاح ماخوذ ہے۔

ایک اور اَہم بات یہ ہے کہ حدیثِ مبارکہ میں لغوی اور شرعی کی تقسیم کا ذکر نہیں ہے بلکہ حسنہ اور سیئہ کے الفاظ اِستعمال ہوئے ہیں۔ جیسے حدیث - **نعم البدعة هذه**[1] -

---

(۱) ۱۔ مالك، المؤطا، ۱: ۱۱۴، رقم، ۲: ۲۵۰

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم: ۱۹۰۶

۳۔ ابن خزیمۃ، الصحیح، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۱۰۰

میں لفظِ ''نعم'' بدعتِ حسنہ کی طرف اور ''من سنّ فی الاسلام سنة سيئة''[(۱)] میں لفظِ ''سيئة'' بدعتِ سیئہ پر دال ہے۔ لہٰذا جس کو وہ بدعتِ لغوی اور بدعتِ شرعی کہتے ہیں اسی کو جمہور ائمہ و محدّثین بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کہتے ہیں۔ پس اگر بدعتِ لغوی اور شرعی کی تقسیم جائز ہے تو حسنہ اور سیئہ کی تقسیم کیوں جائز نہیں اور اگر بدعتِ حسنہ اور سیئہ کی تقسیم جائز نہیں تو لغوی اور شرعی کی تقسیم بھی جائز نہیں۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک ہر بدعت، بدعتِ ضلالہ ہے اگر اِن کی یہ بات مان لی جائے تو پھر لفظِ بدعت کے ساتھ لفظِ شرعی لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ مزید برآں اگر بدعت کی بدعتِ لغوی اور شرعی میں ہی تقسیم کرنی ہے تو پھر حدیث میں لفظ ''نعم'' کہاں جائے گا؟ کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں ''نعم البدعة'' یعنی اچھی بدعت۔ ان دلائل و اِشارات سے ثابت ہوتا ہے کہ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تقسیم اَقرب إلی متن الحدیث ہے۔ یعنی لفظِ ''نعم'' کو لفظِ حسنہ کے مترادف کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی مزید تقسیم کی گئی ہے جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

------ ۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۹۳، رقم: ۴۳۷۹

۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۱۷۷، رقم: ۳۲۶۹

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة، ۴: ۲۰۵۹، رقم: ۲۶۷۴

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکوٰة، باب الحث علی الصدقه، ۲: ۷۰۵، رقم: ۱۰۱۷

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الزکاة، باب التحریض علی الصدقه، ۵: ۵۵، ۵۶، رقم: ۲۵۵۴

۴۔ ابن ماجه، السنن، مقدمة، باب سن سنة حسنة أو سيئة، ۱: ۷۴، رقم: ۲۰۳

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۵۷۔۳۵۹

بدعتِ حسنہ کی اقسام

بدعتِ حسنہ کی مزید تین اقسام ہیں:

۱۔ بدعتِ واجبہ
۲۔ بدعتِ مستحبہ (مستحسنہ)
۳۔ بدعتِ مباحہ

۱۔ بدعتِ واجبہ (Compulsory Innovation)

وہ کام جو اپنی ہیئت میں تو بدعت ہو لیکن اس کا وجود واجب کی طرح دین کی ضرورت بن جائے اور اسے ترک کرنے سے دین میں حرج واقع ہو جیسے قرآنی آیات پر اعراب، دینی علوم کی تفہیم کے لئے صرف و نحو کا درس و تدریس، اُصولِ تفسیر، اُصول حدیث، فقہ و اصولِ فقہ اور دیگر علوم عقلیہ وغیرہ کی تعلیم کا اہتمام، دینی مدارس کا قیام، درسِ نظامی کے نصابات، ان کی اِصطلاحات اور اس کے علاوہ فِرقِ باطلہ (قدریہ، جبریہ، مُرجیہ، جہمیہ اور مرزائی وغیرہ) کا ردّ سب ''بدعاتِ واجبہ'' ہیں۔[۱]

۲۔ بدعتِ مستحبہ (مستحسنہ) (Recommendatory Innovation)

جو کام اپنی ہیئت اور اَصل میں نیا ہو لیکن شرعاً ممنوع ہو نہ واجب، بلکہ عام مسلمان اسے ثواب اور مستحسن اَمر سمجھ کر کریں بدعتِ مستحبہ کہلاتا ہے۔ اس کے نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوتا لیکن کرنے والے کو ثواب ملتا ہے جیسے مسافر خانے، مدارس کی تعمیر اور

(۱) ۱۔ شاطبی، الاعتصام، ۲: ۱۱۱
۲۔ آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ۱۴: ۱۹۲
۳۔ نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ۱: ۲۲

ہر وہ اچھی بات جو پہلے نہیں تھی اس کا ایجاد کرنا، جیسے نماز تراویح کی جماعت، تصوف و طریقت کے باریک مسائل کا بیان، محافلِ میلاد، محافلِ عرس وغیرہ جنہیں عام مسلمان ثواب کی خاطر منعقد کرتے ہیں اور ان میں شرکت نہ کرنے والا گناہگار نہیں ہوتا۔(۱)

اُمت کی بھاری اکثریت کی طرف سے کیے جانے والے ایسے اَعمالِ حسنہ کے بارے میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما رأہ المؤمن حسنا فھو عند اللہ حسن وما رأہ المؤمنون قبیحًا فھو عند اللہ قبیح۔(۲)

’’جس عمل کو (بالعموم) مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمان برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔‘‘

۳۔ بدعتِ مباحہ (Permissible Innovation)

وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور جسے مسلمان صرف جائز سمجھ کر ثواب کی نیت کے بغیر اختیار کرلیں بدعتِ مباحہ کہلاتا ہے۔ فقہا نے فجر اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنے اور عمدہ لذیذ کھانے اور مشروبات کے اِستعمال کو ’’بدعت مباحہ‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔(۳)

(۱) ۱۔ نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ۱: ۲۳
۲۔ وحید الزمان، ھدیۃ المھدی: ۱۱۷

(۲) ۱۔ بزار، المسند، ۵: ۲۱۳، رقم: ۱۸۱۶
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۷۹، رقم: ۳۶۰۰
۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۸۳، رقم: ۴۴۶۵
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۹: ۱۱۲، رقم: ۸۵۸۳

(۳) ۱۔ ابن حجر مکی، الفتاوی الحدیثیۃ: ۱۳۰
۲۔ وحید الزمان، ھدیۃ المھدی: ۱۱۷
۳۔ نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ۱: ۲۳

بدعتِ سیۂہ کی اَقسام

بدعتِ سیۂہ کی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ بدعتِ محرّمہ

۲۔ بدعتِ مکروہہ

۱۔ بدعتِ محرّمہ (Forbidden Innovation)

وہ نیا کام جس سے دین میں تضاد، اختلاف اور انتشار واقع ہو یا وہ نئے اُمور جو اُصولِ دین سے متخالف ومتناقض ہوں مثلاً نئے مذاہب، جیسے قدریہ، جبریہ، مرجیہ (اور آج کل مرزائی وقادیانی) وغیرہ کا وجود، جبکہ ان مذاہبِ باطلہ کی مخالفت ''بدعتِ واجبہ'' کا درجہ رکھتی ہے۔(۱)

۲۔ بدعتِ مکروہہ (Prohibited innovation)

جن نئے کاموں سے سنت موکدہ یا غیر موکدہ چھوٹ جائے۔ اس میں علماء متقدمین نے مساجد کی بلا ضرورت اور فخریہ آرائش وتزئین وغیرہ کو شامل کیا ہے۔(۲)

---

(۱) ۱۔ نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ۱: ۲۲

۲۔ وحید الزماں، ھدیۃ المھدی: ۱۱۷

(۲) ابن حجر مکی، الفتاوی الحدیثیۃ: ۱۳۰

فصل سوم

تقسیمِ بدعت پر ائمہ و محدّثین کی آرا

www.MinhajBooks.com

ذیل میں ہم تقسیمِ بدعت کے حوالے سے اکابر ائمہ ومحدّثین کے اقوال نقل کریں گے جس سے یہ اَمر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ بدعت کی تقسیم کوئی نیا کام نہیں ہے بلکہ یہ اُنہیں اَحادیث و آثار کی تشریح وتوضیح ہے جن میں بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ **امام عزالدین عبدالعزیز بن عبد السلام السلمی الشافعیؒ** بہت بڑے اُصولی، محدّث اور اِمام تھے۔ اہلِ زمانہ اِنہیں ''سلطان العلماء'' کے نام سے پکارتے تھے۔[۱] وہ اَپنی کتاب ''قواعد الأحکام فی مصالح الأنام'' میں بدعت کی پانچ اقسام اور ان کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

البدعة فعل مالم يعهد في عصر رسول الله ﷺ وهي منقسمة إلى بدعة واجبة و بدعة محرمة و بدعة مندوبة و بدعة مكروهة و بدعة مباحة.[۲]

---

(۱) ۱۔ ابن سبکي، طبقات الشافعية ۸: ۲۰۹
۲۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۱۳: ۲۳۵
۳۔ عبد الحي، شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، ۵: ۳۰۱

(۲) ۱۔ عزالدين، قواعد الأحکام فی مصالح الأنام، ۲: ۳۳۷
۲۔ عز الدين، فتاوی العز بن عبدالسلام: ۱۱۶
۳۔ نووی، تهذيب الأسماء واللغات، ۳: ۲۱
۴۔ سيوطی، شرح سنن ابن ماجه، ۱: ۶
۵۔ ابن حجر مکی، الفتاوی الحديثيه: ۱۳۰

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

’’بدعت سے مراد وہ فعل ہے جو حضور ﷺ کے زمانے میں نہ کیا گیا ہو، بدعت کی حسبِ ذیل اقسام ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح۔‘‘

۲۔ **اِمام اَبو زکریا محی الدین بن شرف نوویؒ** کا اِعتقاد اور مذہب بھی یہی ہے کہ بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔ وہ بدعت کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال العلماء: البدعة خمسة أقسام واجبة ومندوبة ومحرمة ومكروهة ومباحة فمن الواجبة نظم أدلة المتكلمين للرد على الملاحدة والمبتدعين و شبه ذلک ومن المندوبة تصنيف كتب العلم و بناء المدارس والربط و غير ذلک و من المباح التبسط في ألوان الأطعمة و غير ذلک والحرام والمكروه ظاهران وقد أوضحت المسألة بأدلتها المبسوطة في تهذيب الأسماء واللغات فإذا عرف ما ذكرته علم أن الحديث من العام المخصوص و كذا ما أشبهه من الأحاديث الواردة و يؤيد ما قلناه قول عمر ابن الخطاب ﷺ في التراويح نعمت البدعة(1) ولا يمنع من كون الحديث عاما مخصوصا قوله كل بدعة مؤكدا بكل بل يدخله التخصيص مع ذلک كقوله تعالى: ﴿تدمر كل شيء﴾(2). (3)

(۱) ۱۔ مالك، المؤطا، باب ما جاء في قيام رمضان، ۱/۱۱۴، رقم: ۲۵۰
۲۔ بيهقى، شعب الايمان، ۳/۱۷۷، رقم: ۳۲۶۹
۳۔ سيوطى، تنوير الحوالك شرح مؤطا مالك، ۱/۱۰۵، رقم: ۲۵۰
(۲) الاحقاف، ۴۶:۲۵
(۳) نووى، شرح صحيح مسلم، ۶: ۱۵۴

’’علماء نے بدعت کی پانچ اقسام بدعت واجبہ، مندوبہ، محرمہ، مکروہہ اور مباحہ بیان کی ہیں۔ بدعت واجبہ کی مثال متکلمین کے دلائل کو ملحدین، مبتدعین اور اس جیسے دیگر اُمور کے رد کے لئے استعمال کرنا ہے اور بدعتِ مستحبہ کی مثال جیسے کتب تصنیف کرنا، مدارس، سرائے اور اس جیسی دیگر چیزیں تعمیر کرنا۔ بدعتِ مباح کی مثال یہ ہے کہ مختلف انواع کے کھانے اور اس جیسی چیزوں کو اپنانا ہے جبکہ بدعت حرام اور مکروہ واضح ہیں اور اس مسئلہ کو تفصیلی دلائل کے ساتھ میں نے ’’تھذیب الاسماء واللغات‘‘ میں واضح کر دیا ہے۔ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اگر اس کی پہچان ہو جائے گی تو پھر یہ سمجھنا آسان ہے کہ یہ حدیث اور دیگر ایسی احادیث جو ان سے مشابہت رکھتی ہیں عام مخصوص میں سے تھیں اور جو ہم نے کہا اس کی تائید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول: ’’نعمت البدعۃ‘‘ کرتا ہے اور یہ بات حدیث کو عام مخصوص کے قاعدے سے خارج نہیں کرتی۔ قول: ’’کل بدعۃ‘‘ لفظِ ’’کلّ‘‘ کے ساتھ مؤکد ہے لیکن اس کے باوجود اس میں تخصیص شامل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ’’تدمر کل شئ‘‘ (وہ ہر چیز کو اُکھاڑ پھینکے گی) میں تخصیص شامل ہے۔

۳۔ معروف مالکی فقیہ اِمام شہاب الدین احمد بن ادریس القرافیؒ بدعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب ’’انوار البروق فی انوار الفروق (۴: ۲۰۲۔۲۰۵)‘‘ میں رقم طراز ہیں:

البدعة خمسة أقسام .... واجب و محرم و مندوب ومکروهة والمباحة.

’’بدعت کی پانچ اقسام ہیں: وہ بدعت واجبہ، بدعت محرمہ، بدعت مستحبہ، بدعت مکروہہ اور بدعت مباحہ ہیں۔‘‘

۴۔ امام ابن تیمیہ اپنی کتاب ’’منھاج السنۃ (۴: ۲۲۴)‘‘ میں لغوی بدعت اور

شرعی بدعت کو واضح کرتے ہوئے ’’نعمت البدعة هذہٖ‘‘ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں:

إنّما سماها بدعة لأن ما فعل ابتداء، بدعة لغة، وليس ذلک بدعة شرعية، فإن البدعة الشرعية التی هی ضلالة ما فعل بغير دليل شرعی.

’’اِسے بدعت اِس لیے کہا گیا کہ یہ عمل اس سے پہلے اِس انداز میں نہیں ہوا تھا لہٰذا یہ بدعتِ لغوی ہے بدعتِ شرعی نہیں ہے کیونکہ بدعتِ شرعی وہ گمراہی ہوتی ہے جو دلیل شرعی کے بغیر سرانجام دی جائے۔‘‘

علامہ ابن تیمیہ ’’بدعتِ حسنہ‘‘ اور ’’بدعتِ ضلالہ‘‘ کے مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

قال الشافعي رحمه الله البدعة بدعتان بدعة خالفت کتابا و سنة و إجماعا و أثرا عن بعض أصحاب رسول الله ﷺ فهذه بدعة ضلالة و بدعة لم تخالف شيئا من ذلک فهذه قد تکون حسنة لقول عمر: نعمت البدعة هذه(۱) هذا الکلام أو نحوه. رواه البيهقي بإسناده الصحيح فی المدخل.(۲)

’’امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں: ایک وہ بدعت جو قرآن و سنت، اجماع اور بعض اَصحابِ رسول ﷺ کے اقوال کے خلاف ہو تو وہ بدعت ضلالہ ہے۔ اور جو بدعت ان تمام چیزوں (یعنی قرآن و سنت،

(۱) ا۔ مالك، المؤطا، باب ما جاء فی قيام رمضان، ۱: ۱۱۴، رقم: ۲۵۰
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۱۷۷، رقم: ۳۲۶۹
۳۔ سیوطی، تنویر الحوالك شرح مؤطا مالك، ۱: ۱۰۵، رقم: ۲۵۰
(۲) ابن تيمية، کتب ورسائل و فتاوی ابن تيمية فی الفقه، ۲۰: ۱۶

اجماع اور آثارِ صحابہ) میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہی بدعتِ حسنہ ہے۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ’’نعمت البدعة هذه‘‘ یہ یا اس جیسا دوسرا بیان اسے امام بیہقی نے اپنی صحیح اسناد کے ساتھ ’’المدخل‘‘ میں روایت کیا ہے۔‘‘

۵۔ **حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر** ’’تفسیر القرآن العظیم (۱: ۱۶۱)‘‘ میں بدعت کی تقسیم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والبدعة علی قسمين تارة تکون بدعة شرعية کقوله: (فإن کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة) و تارة تکون بدعة لغوية کقول أمير المؤمنين عمر بن الخطاب عن جمعه إيّاهم علی صلاة التراويح واستمرارهم: نعمت البدعة هذه.

’’بدعت کی دو قسمیں ہیں: بعض اوقات یہ بدعتِ شرعیہ ہوتی ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ’’فإنّ کلّ محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة‘‘ اور بعض اوقات یہ بدعتِ لغویہ ہوتی ہے جیسا کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق کا لوگوں کو نماز تراویح پر جمع کرتے اور دوام کی ترغیب دیتے وقت فرمان ’’نعمت البدعة هذه‘‘ ہے۔‘‘

۶۔ **علامہ ابن رجب حنبلیؒ** (۷۹۵ھ) اپنی کتاب ’’جامع العلوم والحکم فی شرح خمسين حديثا من جوامع الکلم (ص: ۲۵۳)‘‘ میں تقسیمِ بدعت کے تناظر میں اِمام شافعیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وقد روی الحافظ أبو نعيم بإسناد عن إبراهيم ابن الجنيد قال: سمعت الشافعی يقول: البدعة بدعتان: بدعة محمودة و بدعة مذمومة، فما وافق السنة فهو محمود، وما خالف السنة فهو

مذموم.

’’حافظ ابونعیم نے ابراہیم بن جنید کی سند سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعتِ محمودہ اور بدعتِ مذمومہ۔ بدعتِ محمودہ وہ بدعت ہے جو سنت کے مطابق و موافق ہو اور جو بدعت سنت کے مخالف و متناقض ہو وہ مذموم ہے۔

۷۔ **علامہ ابنِ اثیر جزریؒ** حدیثِ عمر: ’’نعمت البدعة هذه‘‘ کے تحت بدعت کی اقسام اور ان کا شرعی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

البدعة بدعتان: بدعة هدًى، وبدعة ضلال، فما كان فى خلاف ما أمر الله به و رسوله ﷺ فهو فى حيز الذّم والإنكار، وما كان واقعا تحت عموم ما ندب الله إليه و حضَّ عليه الله أو رسوله فهو فى حيز المدح.(۱)

’’بدعت کی دو قسمیں ہیں، بدعت حسنہ اور بدعت سیۂہ۔ جو کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اَحکام کے خلاف ہو وہ مذموم اور ممنوع ہے، اور جو کام کسی ایسے عام حکم کا فرد ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے مستحب قرار دیا ہو یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس حکم پر راغب کیا ہو اس کام کا کرنا محمود ہے۔‘‘

۸۔ **علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانیؒ** تصور بدعت اور اس کی تقسیم بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب ’’الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری (۹: ۱۵۴، ۱۵۵)‘‘ میں لکھتے ہیں:

البدعة كل شيء عمل على غير مثال سابق وهى خمسة أقسام: واجبة ومندوبة ومحرمة ومكروهة ومباحة.

(۱) ابن أثير جزرى، النهاية فى غريب الحديث والأثر، ۱: ۱۰۶

''ہر وہ چیز جس پر مثال سابق کے بغیر عمل کیا جائے وہ ''بدعت'' کہلاتی ہے اور اس کی پانچ اقسام ہیں: بدعتِ واجبہ، بدعتِ مندوبہ، بدعتِ محرمہ، بدعتِ مکروہہ اور بدعتِ مباحہ۔''

۹۔ **علامہ ابن حجر عسقلانیؒ** نے اپنی مشہور و معروف تصنیف ''فتح الباری شرح صحیح البخاری (۴: ۲۵۳)'' میں بدعت کی تعریف اور تقسیم پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

والبدعة أصلها ما أحدث علی غير مثال سابق، و تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة، و التحقيق أنها إن کانت مما تندرج تحت مستحسن فی الشرع فهی حسنة، و إن کانت مما تندرج مستقبح فی الشرع فهی مستقبحة، و إلَّا فهی من قسم المباح وقد تنقسم إلی الأحکام الخمسة.

''بدعت سے مراد ایسے نئے اُمور کا پیدا کیا جانا ہے جن کی مثال سابقہ دور میں نہ ملے اور ان اُمور کا اطلاق شریعت میں سنت کے خلاف ہو پس یہ ناپسندیدہ عمل ہے، اور بالتحقیق اگر وہ بدعت شریعت میں مستحسن ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے اور اگر وہ بدعت شریعت میں ناپسندیدہ ہو تو وہ بدعت مستقبحہ یعنی بری بدعت کہلائے گی اور اگر ایسی نہ ہو تو اس کا شمار بدعت مباحہ میں ہو گا۔ بدعت کو شریعت میں پانچ اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے (واجبہ، مندوبہ، محرمہ، مکروہہ اور مباحہ)۔''

۱۰۔ **اِمام بدر الدین عینیؒ** بدعت کی تعریف اور اس کی تقسیم بیان کرتے ہوئے ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (۱۱: ۱۲۶)'' میں رقم طراز ہیں:

البدعة علی نوعين اِن کانت مما يندرج تحت مستحسن فی الشرع فهی بدعة حسنة و اِن کانت مما يندرج تحت مستقبح

فی الشرع فهی بدعة مستقبحة.

’’بدعت اصل میں اُس نئے کام کو بجا لانا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں اگر یہ بدعت شریعت کے مستحسنات کے تحت آجائے تو یہ ’’بدعتِ حسنہ‘‘ ہے اور اگر یہ شریعت کے مستقبحات کے تحت آجائے تو یہ ’’بدعتِ مستقبحۃ‘‘ ہے۔‘‘

۱۱۔ امام جلال الدین سیوطیؒ اپنے فتاویٰ ’’الحاوی للفتاوی‘‘ میں علامہ نوویؒ کے حوالے سے بدعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أن البدعة لم تنحصر في الحرام و المكروه، بل قد تكون أيضاً مباحة و مندوبة و واجبة. قال النوويؒ في تهذيب الأسماء واللُّغات، البدعة في الشرع هي إحداث ما لم يكن في عهد رسول الله ﷺ وهي منقسمة إلى حسنة و قبيحة، وقال الشيخ عز الدين بن عبدالسلامؒ في القواعد: البدعة منقسمة إلى واجبة و محرمة و مندوبة و مكروهة و مباحة.[1]

’’بدعت حرام اور مکروہ تک ہی محصور نہیں ہے بلکہ اسی طرح یہ مباح، مندوب اور واجب بھی ہوتی ہے جیسے کہ امام نووی اپنی کتاب ’’تہذیب الاسماء و اللغات‘‘ میں فرماتے ہیں کہ شریعت میں بدعت اس عمل کو کہتے ہیں جو حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہ ہوا ہو اور یہ بدعت، بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ میں تقسیم ہوتی ہے اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام اپنی کتاب ’’قواعدالاحکام

(۱) ۱۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۱: ۱۹۲
۲۔ سیوطی، شرح سنن ابن ماجه، ۱: ۶
۳۔ سیوطی، الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج، ۲: ۴۴۵

فی مصالح الانام'' میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ بدعت کی تقسیم واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح کے اعتبار سے ہوتی ہے۔''

۱۲۔ **علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان - نعم البدعة هذه - کے ضمن میں بدعت کی تعریف اور تقسیم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نعم البدعة هذه[۱] سماها بدعة لأنه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم يسن لهم الاجتماع لها ولا كانت فى زمن الصديق ولا أوّل الليل ولا كل ليلة ولا هذا العدد. وهى خمسة واجبة ومندوبة ومحرمة ومكروهة ومباحة.[۲]

''نعم البدعة هذه'' کے تحت نمازِ تراویح کو بدعت کا نام دیا گیا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کے لئے اجتماع کو مسنون قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس طریقے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں (پابندی کے ساتھ) رات کے اِبتدائی حصے میں تھی اور نہ ہی مستقلاً ہر رات پڑھی جاتی تھی اور نہ ہی (تراویح کی رکعات کا) یہ عدد متعین تھا اور بدعت کی درج ذیل پانچ اقسام واجبه، مندوبه، محرمه، مکروهه، اور مُباحه ہیں۔''

۱۳۔ **امام محمد بن یوسف صالحی شامی** اپنی معروف کتاب ''سبل الهدى والرشاد (۱: ۳۷۰)'' میں علامہ تاج الدین فاکہانی کے اس مؤقف - أن الابتداع فى الدين ليس مباحًا - کا محاکمہ کرتے ہیں اور اس ضمن میں بدعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم: ۱۹۰۶
۲۔ مالك، المؤطا، ۱: ۱۱۴، رقم، ۲: ۲۵۰
۳۔ ابن خزيمة، الصحيح، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۱۰۰

(۲) قسطلانی، ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى، ۳: ۴۲۶

ہیں:

أن البدعة لم تنحصر في الحرام والمکروہ، بل قد تکون أیضاً مباحة و مندوبة و واجبة. قال النوویؒ في تهذیب الأسماء واللُّغات: البدعة في الشرع: هي ما لم یکن في عهد رسول الله ﷺ وهي منقسمة إلی حسنة و قبیحة. وقال الشیخ عز الدین بن عبدالسلام رحمة الله تعالی في القواعد: البدعة منقسمة إلی واجبة و إلی محرمة و مندوبة و مکروهة و مباحة.

’’بدعت کا انحصار صرف حرام اور مکروہ پر نہیں ہے بلکہ بدعت اسی طرح مباح مندوب اور واجب بھی ہوتی ہے۔ اِمام نوویؒ اپنی کتاب ’’تهذیب الأسماء واللُّغات‘‘ میں فرماتے ہیں شریعت میں بدعت اس عمل کو کہتے ہیں جو عہدِ رسالت مآب ﷺ میں نہ ہوا ہو اور یہ بدعتِ حسنہ اور بدعت قبیحہ میں تقسیم کی جاتی ہے۔ شیخ عز الدین بن عبد السلام اپنی کتاب ’’قواعد الاحکام‘‘ میں فرماتے ہیں بدعت واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح میں تقسیم ہوتی ہے۔‘‘

۱۴۔ امام محمد عبدالرؤوف المناوی اپنی کتاب ’’فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (۱: ۴۳۹)‘‘ میں بدعت کی تقسیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فإن البدعة خمسة أنواع وهي هذه واجبة و هي نصب أدلة المتکلمین للرد علی هؤلاء و تعلم النحو الذي به یفهم الکتاب والسنة و نحو ذلک و مندوبة کإحداث نحو رباط و مدرسة وکل إحسان لم یعهد في الصدر الأول و مکروهة کزخرفة مسجد و تزویق مصحف و مباحة کالمصافحة عقب صبح و عصر و توسع في لذید مأکل و مشرب و ملبس و مسکن و لبس طیلسان

و توسیع أکمام ذکره النووي في تهذيبه.

''بدعت کی پانچ اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں پہلی بدعت واجبہ ہے اور وہ یہ کہ ان تمام مذاہب کو رد کرنے کے لئے متکلمین کے دلائل پیش کرنا اور اسی طرح علم نحو کا سیکھنا تاکہ قرآن و سنت کو سمجھا جا سکے اور اس جیسے دیگر علوم کا حاصل کرنا بدعت واجبہ میں سے ہے اور اسی طرح سرائے اور مدارس وغیرہ بنانا اور ہر اچھا کام جو کہ زمانہ اول میں نہ تھا اسے کرنا بدعت مستحبہ میں شامل ہے اور اسی طرح مسجد کی تزئین اور قرآن مجید کے اوراق کو منقش کرنا بدعت مکروھہ میں شامل ہے اور اسی طرح (نماز) فجر اور عصر کے بعد مصافحہ کرنا اور لذیذ کھانے، پینے، پہننے، رہنے اور سبز چادر استعمال کرنے میں توسیع کرنا اور آستینوں کا کھلا رکھنا بدعت مباحہ میں سے ہے۔ اس کو امام نووی نے اپنی ''تھذیب'' میں بیان کیا ہے۔''

۱۵۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامیؒ اپنی کتاب ''رد المحتار علی در المختار (۱:۴۱۴)'' میں لفظ ''صاحب بدعة'' کا مفہوم و مراد واضح کرتے اور بدعت کی متعدد اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(قوله أی صاحب بدعة) أی محرمة وإلّا فقد تکون واجبة کنصب الأدلة للرد علی أهل الفرق الضالة و تعلم النحو المفهم للکتاب والسنة و مندوبة کإحداث نحو رباط و مدرسة و کل إحسان لم یکن فی الصدر الأول و مکروهة کزخرفة المساجد و مباحة کالتوسع بلذیذ المآکل والمشارب و الثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تهذیب النووی و مثله فی الطریقة المحمدیة للبرکلی.

’’(قوله أی صاحب بدعة) ان کے قول صاحب بدعت سے مراد بدعت محرمہ ہے اور اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر بدعت واجبہ مراد ہے جیسے گمراہ فرقوں کے رد میں دلائل قائم کرنا اور علم النحو کا سیکھنا جو کہ کتاب و سنت کو سمجھانے کا باعث ہے اور اسی طرح بدعت مندوبہ ہوتی ہے جیسے سرحدی چوکیوں، مدارس کی تعمیر اور وہ اچھے کام جو پہلے زمانہ میں نہ تھے ان کا ایجاد کرنا وغیرہ اور اسی طرح مساجد کی تزئین کرنا بدعت مکروہ ہے۔ اور اسی طرح لذیذ کھانے، مشروبات اور ملبوسات وغیرہ میں وسعت اختیار کرنا بدعت مباحہ ہے اور اسی طرح امام مناوی کی ’’جامع الصغیر‘‘ میں، امام نووی کی ’’تهذيب‘‘ میں اور امام برکلی کی ’’الطريقة المحمدية‘‘ میں بھی ایسے ہی درج ہے۔

۱۶۔ یمن کے معروف غیر مقلد عالم **شیخ شوکانی** جنہیں اہلِ حدیث اور سلفی اپنا اِمام مانتے ہیں ،وہ حدیثِ عمر - نعمت البدعة هذه - کے ذیل میں ’’فتح الباری‘‘ کے حوالے سے بدعت کی پانچ اَقسام بیان کرتے ہیں:

البدعة أصلها ما أحدث علی غير مثال سابق و تطلق فی الشرع علی مقابلة السنة فتكون مذمومة والتحقيق إنها إن كانت مما يندرج تحت مستحسن فی الشرع فهی حسنة وإن كانت مما يندرج تحت مستقبح فی الشرع فهی مستقبحة و إلّا فهی من قسم المباح و قد تنقسم إلی الأحكام الخمسة.(۱)

’’لغت میں بدعت اس کام کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور اصطلاح شرع میں سنت کے مقابلہ میں بدعت کا اطلاق ہوتا ہے اس لیے یہ مذموم ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بدعت اگر کسی ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں

(۱) شوکانی، نيل الاوطار شرح منتقی الأخبار، ۳: ۶۳

مستحسن ہے تو یہ بدعت حسنہ ہے اور اگر ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے تو یہ بدعت سیئہ ہے ورنہ بدعت مباحہ ہے اور بلا شبہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔‘‘

۱۷۔ **ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی** اپنی تفسیر ’’روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (۱۴: ۱۹۲)‘‘ میں علامہ نووی کے حوالے سے بدعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و تفصیل الکلام فی البدعة ما ذکره الإمام محي الدین النووی فی شرح صحیح مسلم. قال العلماء: البدعة خمسة أقسام: واجبة، ومندوبة، ومحرمة، ومکروهة، ومباحة.

’’بدعت کی تفصیلی بحث امام محی الدین النوویؒ نے اپنی کتاب شرح صحیح مسلم میں کی ہے اور دیگر علماء نے کہا ہے بدعت کی پانچ اقسام بدعتِ واجبہ، بدعتِ مستحبہ، بدعتِ محرمہ، بدعتِ مکروھہ اور بدعتِ مباحہ ہیں۔‘‘

۱۸۔ غیر مقلدین کے نامور عالم دین **نواب صدیق حسن خان بھوپالی** نے بھی بدعت کو ایک اکائی سمجھنے کی بجائے اس کی تقسیم کی ہے۔ شیخ وحید الزماں اپنی کتاب ’’هدیة المهدی‘‘ کے صفحہ نمبر ۱۱۷ پر بدعتِ ضلالہ اور بدعتِ مباحہ کے حوالے سے علامہ بھوپالی کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

البدعة الضلالة المحرمة هی التی ترفع السنة مثلها و التی لا ترفع شیئا منها فلیست هی من البدعة بل هی مباح الاصل.

’’بدعتِ ضلالہ محرمہ وہ بدعت ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔‘‘

۱۹۔ مشہور غیر مقلد عالم دین **مولانا وحید الزمان** بدعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اما البدعة اللغوية فهی تنقسم إلی مباحة ومکروهة و حسنة و سيئة قال الشيخ ولی الله من أصحابنا من البدعة بدعة حسنة کالأخذ بالنواجذ لما حث عليه النبی ﷺ من غير عزم کالتراويح ومنها مباحة کعادات الناس فی الأکل والشرب واللباس وهی هنيئة قلت تدخل فی البدعات المباحة استعمال الورد والرياحين والأزهار للعروس ومن الناس من منع عنها لاجل التشبه بالهنود الکفار قلنا إذا لم ينو التشبه أوجری الأمر المرسوم بين الکفار فی جماعة المسلمين من غير نکير فلا يضر التشبه ککثير من الاقبية والالبسة التی جاء ت من قبل الکفار ثم شاعت بين المسلمين وقد لبس النبی ﷺ جبة رومية ضيقة الکمين و قسم الا قبية التی جاء ت من بلاد الکفار علی أصحابه و منها ما هی ترک المسنون و تحريف المشروع وهی الضلالة وقال السيد البدعة الضلالة المحرمة هی التی ترفع السنة مثلها والتی لا ترفع شيئا منها فليست هی من البدعة بل هی مباح الأصل.(۱)

’’باعتبارِ لغت بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں: بدعت مباحہ، بدعت مکروھہ، بدعت حسنہ اور بدعت سیءہ۔ ہمارے اصحاب میں سے شیخ ولی اللہ نے کہا کہ بدعات میں سے بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لینا چاہیے (یعنی اس پر جم جانا

(۱) وحيد الزمان، هدية المهدی: ۱۱۷

چاہیے) کیونکہ نبی ﷺ نے اس کو واجب کیے بغیر اس پر برانگیختہ کیا ہے جیسے تراویح۔ بدعات میں سے ایک بدعت مباحہ ہے جیسے لوگوں کے کھانے پینے اور پہننے کے معمولات ہیں اور یہ آسان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دولہا، دلہن کے لئے کلیوں اور پھولوں کا استعمال (جیسے ہار اور سہرا) بھی بدعاتِ مباحہ میں داخل ہے بعض لوگوں نے ہندوؤں سے مشابہت کے سبب اس سے منع کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص تشبّہ کی نیت نہ کرے یا کفار کی کوئی رسم مسلمانوں میں بغیر انکار کے جاری ہو تو اس میں مشابہت سے کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ قباء اور دوسرے لباس کفار کی طرف سے آئے اور مسلمانوں میں رائج ہو گئے اور خود حضور نبی اکرم ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبّہ پہنا ہے اور کفار کی طرف سے جو قبائیں آئی تھیں ان کو صحابہ میں تقسیم فرما دیا تھا اور بدعات میں سے ایک وہ بدعت ہے جس سے کوئی سنت ترک ہو رہی ہو اور حکم شرعی میں تبدیلی آئے اور یہی بدعت ضلالہ (سیئہ) ہے۔ نواب صاحب (نواب صدیق حسن بھوپالی) نے کہا ہے کہ بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔‘‘

۲۰۔ عصرِ قریب میں مملکت سعودی عرب کے معروف مفتی **شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز** نے سعودی حکومت کے شعبہ **’’الافتاء والدعوہ والارشاد‘‘** کے زیرِ اہتمام چھپنے والے اپنے فتاویٰ کے مجموعہ **’’فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء‘‘** میں بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تقسیم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

أولاً: قسم العلماء البدعة إلی بدعة دينية و بدعة دنيوية، فالبدعة في الدين هي: إحداث عبادة لم يشرعها اﷲ سبحانه و تعالی وهي التي تراد في الحديث الذي ذکر وما في معناه من الأحاديث. و

أما الدنيوية: فما غلب فيها جانب المصلحة على جانب المفسدة فهي جائزة وإلا فهي ممنوعة ومن أمثلة ذلک ما أحدث من أنواع السلاح والمراكب و نحو ذلک.

ثالثاً: طبع القرآن و كتابته من وسائل حفظه و تعلمه و تعليمه و الوسائل لها حكم الغايات فيكون ذلک مشروعاً و ليس من البدع المنهي عنها؛ لأن الله سبحانه ضمن حفظ القرآن الكريم و هذا من وسائل حفظه.[1]

’’علماء کرام نے بدعت کو بدعت دینیہ اور بدعت دنیویہ میں تقسیم کیا ہے، بدعت دینیہ یہ ہے کہ ایسی عبادت کو شروع کرنا جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشروع نہ کیا ہو اور یہی اس حدیث سے مراد ہے جو ذکر کی جا چکی ہے اور اس طرح کی دیگر احادیث سے بھی یہی مراد ہے اور دوسری بدعت دنیوی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس میں مصلحت والا پہلو فساد والے پہلو پر غالب ہو اور وہ جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی مصلحت والا پہلو فساد والے پہلو پر غالب نہ ہو) تو وہ ممنوع ہے۔ اس کی مثالوں میں مختلف اقسام کا اسلحہ سواریاں اور اس جیسی دیگر چیزیں بنانا اسی طرح قرآن پاک کی طباعت و کتابت اس کو حفظ کرنے، اسے سیکھنے اور سکھانے کے وسائل اور وہ وسائل جن کے لیے غایات (اھداف) کا حکم ہے پس یہ ساری چیزیں مشروع ہیں اور ممنوعہ بدعات میں سے نہیں ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک کے حفظ کی ضمانت دی ہے اور یہ (سب اس کے) وسائل حفظ میں سے ہے۔‘‘

ایک اور سوال کے جواب میں ابن باز ’’بدعتِ دینیہ‘‘ اور ’’بدعتِ عادیہ‘‘ کی

(۱) ابن باز، فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء، ۲:۳۲۵

تقسیم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

البدعة تنقسم إلى بدعة دينية و بدعة عادية، فالعادية مثل كل ما جد من الصناعات والاختراعات والأصل فيها الجواز إلا ما دل دليل شرعي على منعه.

أما البدعة الدينية فهي كل ما أحدث في الدين مضاهاة لتشريع الله. (١)

’’بدعت کو بدعت دینیہ اور بدعت عادیہ میں تقسیم کیا جاتا ہے پس بدعت عادیہ سے مراد ہر وہ نئی چیز جو کہ مصنوعات یا ایجادات میں سے ہو اور اصل میں اس پر جواز کا حکم ہے سوائے اس چیز کے کہ جس کے منع پر کوئی شرعی دلیل آ چکی ہو اور پھر بدعت دینی یہ ہے کہ ہر نئی چیز جو دین میں ایجاد کی جائے جو اللہ تعالیٰ کی شرع کے متشابہ ہو (یہ ناجائز ہے)۔‘‘

(١) ابن باز، فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء، ٢: ٣٢٩

www.MinhajBooks.com